محمد حسن عسکری اور جدیدیت

اشتیاق احمد
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
گورنمنٹ اسلامیہ کالج،قصور

MUHAMMAD HASAN ASKARI AND MODERNISM

Ishtiaq Ahmad
Assistant Professor of Urdu
Govt. Islamia College, Kasur

Abstract

Muhammad Hasan Askari is the leading personality of Urdu literature. He has written many critical books. His books have provided food for thought. After his death his book "Jadeediat ya Maghrabi Gumraheon ki Tareekh ka Khaka" was published and this book proved to be controversial in which he criticized the western culture and ideas.This article is a reviewal study of Askari's said book.

Keywords:

جدیدیت، کلچر،تصوف، مابعدالطبیعیات، سائنس، مذہب، انفرادیت پرستی، روایت،ترقی

''جدیدیت یا مغربی گمراہیوں کی تاریخ کا خاکہ'' محمد حسن عسکری کے انتقال کے بعد ۱۹۷۹ء میں راولپنڈی سے شائع ہوئی۔ ۱۳۵ صفحات پر مشتمل یہ مختصر کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں عسکری صاحب نے ''یورپ کے ذہنی انحطاط کی تاریخ'' کے تحت سات ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔ دوسرے حصے میں ان گمراہیوں کی فہرست ہے جن سے دین کے بارے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں''۔ عددی حوالے سے یہ گمراہیاں ۱۵۴ ہیں۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کے شروع میں غرضِ ناشر کے تحت قارئین کو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ ''مولوی محمد تقی عثمانی صاحب نے یہ تحریر ۷۲-۱۹۷۱ء میں کراچی دارالعلوم کے کورس میں پڑھائیں۔''(۱)

اس کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر محمد اجمل کا تحریر کردہ ہے جس میں ڈاکٹر محمد اجمل نے مدیر ''الحق'' کے نام عسکری صاحب کے لکھے گئے اُس خط سے اقتباس بھی درج کیا ہے جس میں عسکری صاحب نے ''جدیدیت یا مغربی گمراہیوں کی تاریخ کا خاکہ'' کے ضمن میں رینے گینوں سے علمی استفادے کا حوالہ دیا ہے۔ عسکری صاحب لکھتے ہیں:

> ''میں نے ان کتابوں کی مدد سے کوئی دو سو گمراہیوں کی فہرست مرتب کی تھی جو ہمارے یہاں بھی رائج ہو چکی ہیں اور جنھیں دور کیے بغیر انگریزی تعلیم پانے والوں کو دین کی باتیں نہیں سمجھائی جا سکتیں۔''(۲)

اس پیش لفظ میں ڈاکٹر محمد اجمل نے عسکری صاحب کے موقف سے زیادہ اتفاق کرتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار دعائیہ انداز میں کیا ہے کہ ''جس خلوص اور اہتمام سے عسکری صاحب نے یہ کتابیں لکھی ہیں وہ ہمارے اہل دانش میں عام ہو جائے اور ہمیں یہ توفیق ملے کہ ان کے زندہ افکار سے اکثر و بیشتر ہم کلام ہوتے رہیں۔''(۳)

ادبی موضوعات سے متعلق نہ ہونے کے باوجود، اس کتاب نے متعدد نئے مباحث کو جنم دیا۔ مختلف رسائل بالخصوص فنون'' (لاہور) اور روایت'' (لاہور) میں عسکری صاحب کی آرا سے اتفاق اور اختلاف کے ضمن میں متعدد مضامین شائع ہوئے۔

اردو ادب کے ممتاز ترین نقاد اور دانش ور محمد حسن عسکری طویل عرصے تک مغربی ادب اور اس کے معروف نمائندوں کے پر جوش مداح رہے اور بلاشبہ مغربی ادب کی مختلف تحریکوں اور رجحانات کو اردو داں طبقے کو سب زیادہ متعارف کروانے والوں میں بھی عسکری صاحب سرِ فہرست نظر آتے ہیں۔ مغربی نقد و ادب سے اس گہری وابستگی کو عسکری صاحب کی مغرب سے مرعوبیت قرار نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ انھوں نے مشرقی بالخصوص اردو ادب کے کلاسیکی ادبی سرمائے اور اپنے زمانے کے ''جدید'' ادب کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ میر تقی میر کے حوالے سے تحریر کردہ عسکری صاحب کے مضامین، مقامی تخلیقی روایت سے عسکری صاحب کی بدرجہ غایت پسندیدگی کا ثبوت ہیں۔

۱۹۶۰ء کے قریب عسکری صاحب کے ادبی میلانات پر تصوف اور دینی مابعدالطبعیات کے اثرات غالب آنے لگے۔ ان رجحانات کا اظہار اُن مضامین میں ہوا ہے جو کتاب ''وقت کی راگنی'' (۴) کے نام سے مدوّن کیے گئے۔

شعروادب کی تخلیق میں جن عناصر کی کارفرمائی کا بالعموم حوالہ دیا جاتا ہے، ان میں مابعدالطبیعیات، تصوف اور مذہب کے اثرات بھی شامل ہیں جس طرح کسی بھی تخلیق میں مذکورہ عناصر کی پیش کش کو معیوب قرار نہیں دیا جاسکتا اسی طرح کسی بھی تنقیدی معیار (یا معیارات) کو شعروادب کی پرکھ کے لیے بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ ادبی تخلیقات کی زیادہ سے زیادہ تفہیم اور تحسین میں معاونت کرنے والے اسالیب ہی معتبر قرار پاتے ہیں۔ ''وقت کی راگنی'' کے مضامین میں عسکری صاحب کے فکری نظام میں ہونے والی تبدیلیوں سے زیادہ اختلاف نہیں کیا گیا۔ اس کے مقابلے میں ''جدیدیت یا مغربی گمراہیوں کی تاریخ کا خاکہ'' کے بیانات زیادہ نزاعی ثابت ہوئے کیوں کہ یہ ''وقت کی راگنی'' میں موجود متوازن فکری استدلال کی صفات سے متصف نہ تھے۔ قابلِ اعتراض بات یہ نہیں کہ عسکری صاحب نے مغربی تہذیب کے نقائص کو نمایاں کیا ہے بلکہ وجہ نزاع یہ بھی ہے کہ عسکری صاحب کے بعض بیانات کو دینی، تاریخی اور تہذیبی حوالوں، مسلمہ تعقلی معیارات اور معاصر مقامی، زمینی حقائق سے بھی تائیدی تقویت حاصل نہیں ہوتی۔ مثلاً عسکری صاحب لکھتے ہیں:

''ساری جدیدیت اور اس سے پیدا ہونے والی تمام گمراہیوں کی جڑ اور اصل الاصول یعنی ''انفرادیت پرستی'' اور اطاعت سے انکار ہے یعنی جدیدیت ابلیسیت ہے۔'' (۵)

سائنسی ترقی کے بہتر نتائج تک عام آدمی کی رسائی سے زندگی میں پیدا ہونے والی آسودگی کو ''انفرادیت پرستی'' قرار دے کر مسترد کرنے کی رائے سے بھی کلی اتفاق ممکن نہیں۔ اسی طرح جدیدیت کے ایجابی پہلوؤں سے زیادہ سلبی اثرات کو پیشِ نظر رکھ کر اِسے ابلیسیت قرار دینا بھی محض جذباتی انداز ہے۔ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کے شرف کو استحکام اور استقامت منظّم سماج سے فراہم ہوتی ہے اور مطمئن انسانی زندگی قابلِ قدر سماج کو جنم دیتی ہے۔ خالص مذہبی تعلیمات میں بھی فرد کی انفرادیت کو نظرانداز نہیں کیا گیا۔

''حقوق العباد'' کا تعین سماج میں فرد کی اہمیت کے اِثبات کا واضح ثبوت ہے۔ علاوہ ازیں کسی بھی مذہب کے تحت نشوونما پانے والے سماج میں ''اطاعت'' سے کلیتاً انکار یا اجتناب ممکن ہی نہیں۔ مذہبی اثرات کے حامل معاشرے میں فرد شعوری یا غیرشعوری طور سے اپنے زیادہ افعال میں تابع فرمان ہی رہتا ہے۔

مابعدالطبیعیات اور تصوف کے مقامی، غیر مقامی مطالعات سے مرتبہ عسکری صاحب کے تصوراتِ تہذیب کی رو سے جُملہ سائنسی انکشافات اور نتیجتاً مادی ترقیوں کا ظہور، ناپسندیدہ قرار پاتے ہیں۔ عسکری صاحب کی ناپسندیدگی اپنی جگہ، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سماج میں توانا تبدیلیوں کے محرکات (اصول ارتقا کے تحت) جمود کی مختلف صورتوں کو جزوی یا کُلی انداز سے شکستہ کردیتے ہیں۔

کتاب کے دوسرے حصے میں عسکری صاحب نے رینے گینوں کی کتابوں کی مدد سے ان مغربی تصورات کی ایک فہرست درج کی ہے ''جن سے دین کے بارے میں غلط فہمیاں اور گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں۔''

عیسائیت سے تعلق رکھنے والے زیادہ تر مغربی ممالک میں سائنسی علوم کے زیر ہونے والی مادی ترقی اور پروٹسٹنٹ تحریک نے کلیسا کو متعدد خطرات سے دوچار کر دیا۔ مذہبی معاملات میں سرمو انحراف کو کفر وارتداد قرار دینے کی قائل مذہبی پیشوائیت تشکیک زدہ اذہان کی تشفی نہ کر سکی۔ اس طرح کے نامطمئن افراد کو گمراہ قرار دے دیا گیا۔ عسکری صاحب کی بیان کردہ گمراہیاں، عیسائیت کے زیر اثر تشکیل پانے والی تہذیب میں نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہیں۔

دنیا کے زیادہ ممالک کی طرح، مسلمان ممالک کے تہذیب وتمدن پر مغربی تہذیب کے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں لیکن اس کا قطعاً مطلب یہ نہیں ہے کہ ان ممالک کے عوام نے اپنے مذہب کو ترک کر دیا ہو۔ مغربی تہذیب کے زیر اثر، تمدنی افعال کی تبدیلی، تہذیب کے بنیادی اور مرکزی تصورات کو ختم کر سکی نہ تبدیل۔ مسلمان ممالک میں مذہبی حوالے سے بے عملی کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں لیکن مذہب کے معاملات میں عمومی رویہ عقیدت اور احترام کا رہا ہے۔ کسی تجدد پسند کا کسی مذہبی مسئلے میں قرآن پاک سے ثبوت کی فراہمی کے موقف کو مذہب بیزاری قرار نہیں دے سکتے۔(۶) علاوہ ازیں مسلمانوں کے طبقہ عوام وخواص میں بے عملی اور خود احتسابی کا احساس دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے نسبتاً زیادہ ہے۔ موجودہ دور میں بھی غیر مسلم افراد کا دینِ اسلام کی جانب رجوع کرنا مسلمہ حقیقت ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان ممالک میں، مذہبی نمائندوں کو کلیسا کے پیش واؤں جیسے لامحدود اختیارات تفویض نہیں کیے گئے۔ مسلمان ممالک میں مذہبی پیشوائیت، کلیسا کی طرح ریاست کے متوازی ادارے کی صورت میں مستحکم نہیں ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد اختلافی امور کے باوجود، عوام وخواص کے ردعمل میں مغربی رائے عامہ جیسی شدت نظر نہیں آتی۔

عسکری صاحب سے پہلے علامہ اقبالؒ، مغربی تہذیب کے ایک بڑے ناقد نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال معاصر زندگی کے مسائل کو اجتہاد کے ذریعے حل کرنے کے زبردست مؤید ہیں۔(۷) عسکری صاحب اس طرح کا کوئی لائحہ عمل (سوائے گریز کے) تشکیل نہیں دیتے۔

عسکری صاحب کے بیانات سے مذہب اور سائنس کی باہمی محاربت کا تاثر بھی پیدا ہوتا ہے۔

عسکری صاحب سائنسی علوم وفنون کے پھیلاؤ کو ''جدیدیت'' قرار دیتے ہیں اور اُن کے خیال میں جدیدیت روایتی تہذیب کے تصورات کے لیے مہلک ثابت ہوئی ہے۔ مغربی تہذیب کے مشرقی ناقدین کا سائنسی علوم وفنون کے تحت تشکیل پانے والے کلچر کو چند نقائص کی بنا پر تمام سائنسی ترقیوں کو رد کرنے کا رویہ بھی عقلی معیارات کے عین مطابق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سائنسی ایجادات کی بدولت انسانی جسم کو آسودگیوں کی وافر فراہمی کی تفصیلات، تحصیلِ حاصل کے ذیل میں آئیں گی۔ علاوہ ازیں سائنسی انکشافات کی وجہ سے انسانی ذہن، زندگی، سماج اور کائنات کے حوالے سے متنوع انداز میں غور وفکر کے

قائل بھی ہوا ہے۔ انسانی جسم، ذہن اور سماج کے لیے یہ سائنسی ثمرات، طویل جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ اس طویل انسانی جدوجہد کے مثبت حاصلات کو کسی بھی جذباتی تعصب کے تحت رد نہیں کیا جاسکتا۔

مغربی کلچر میں بھرپور مادی ترقی کے پیدا کردہ اخلاقی نقائص کو خود مغربی مصنفین نے کمال جرأت سے تخلیقی اور تنقیدی انداز میں پیش کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا معاشی حوالے سے مقروض اور فکری افلاس میں مبتلا اکثر مشرقی ممالک نے اپنے معاشروں میں موجود سینکڑوں خرابیوں کے تدارک کے لیے کتنے ٹھوس اقدامات کیے ہیں؟ مذہبی یا غیر مذہبی اخلاقیات کے حوالے سے ان معاشروں کے کن افعال کو فخریہ انداز میں مشتہر کیا جاسکتا ہے؟ کیا یہ ممالک مغربی ممالک کی طرح قانون کی عمل داری اور ریاستی اداروں کی مضبوطی سے سماجی زندگی میں قابلِ قدر انضباط پیدا کرسکے ہیں؟

کسی بھی سماج میں پیدا ہونے والی اخلاقی خرابیوں کو صرف سائنسی ترقی کا لازمی نتیجہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس کے دیگر عوامل بھی ہوسکتے ہیں۔ اس ضمن میں وسائل کی غیر مساوی تقسیم کے سبب کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں کسی فرد، گروہ یا حکومت کے مخصوص، مذموم مقاصد کی تکمیل میں معاون سائنسی ذرائع غلط استعمال کی بنا پر مطعون قرار نہیں پاتے۔

سائنس کو مذہب کے مدِ مقابل لاکے کمزور دلائل سے کم تر ثابت کرنا بھی کوئی قابلِ تحسین فریضہ نہیں ہے۔ سائنسی نظریات کا بطلان، سائنسی نظریات سے ہی ممکن ہے۔ سائنس اور مذہب جزوی اور کلی حوالوں سے اپنی اپنی مخصوص خصوصیات رکھتے ہیں۔ ان مخصوص خصوصیات کی تردید اور تصدیق کے معیارات بھی علاحدہ علاحدہ نوعیت کے ہوں گے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں سائنسی ترقی کے متعدد استعمالات کے باوجود، مذاہب کی موجودگی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ مذہبی عقائد کا انہدام، سائنس کے دائرہ کار میں شامل نہیں۔ انفرادی اور اجتماعی حوالے سے انسانی زندگی کے متنوع سماجی افعال میں مثبت آسودگیوں کی فراہمی، سائنسی ایجادات کا واحد ہدف رہا ہے۔

سطحی متعصبانہ اندازِ نظر کے تحت سائنسی نظریات کی ''غیر حتمی'' کے عنوان سے بھی تحقیر کی جاتی ہے۔ کسی مخصوص دور کی سائنسی تحقیقات کا بعد کے کسی دور میں استرداد، سائنسی طریق کار کے ناقص ہونے کی دلیل نہیں بنتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی نئے، پرانے سائنسی نظریے کو مبسوط عقلی استدلال سے غلط یا درست ثابت کیا جاتا ہے۔ عسکری صاحب کی تمام تنقیدی تصانیف ان کے تبحر علمی کا نمایاں اظہار ہیں لیکن سائنسی نظریات کو رد کرنے سے متعلق ان کی آرا کو ثقہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ عسکری صاحب کے علمی مشاغل اور دل چسپیوں کا مرکز ومحور ادب ہے، سائنس نہیں۔

تصوف اور مابعد الطبیعیات کے مباحث میں بالخصوص مستعمل الفاظ نے عسکری صاحب کی اس مختصر تصنیف کو فوری تفہیم کی سہولت سے دور کردیا ہے۔ الفاظ دیکھیے: ''گمراہی، تنزیہی، اشراقی، مشائی، لاتعیّن، احدیت، تشبیہی، وراءُ الورا، وجود، عالمِ جبروت، عالمِ ملکوت، عالمِ مثال، صفائے نفس، صفائے قلب، عقلِ کُلی، عقلِ جزوی، عقلِ معاش، مبدا و معاد، دنیاویت، روح، نفس، فطرت پرستی، روایت''۔

عسکری کے بعض شارحین نے عسکری صاحب کے مختصر بیانات کی توضیحات فراہم کی ہیں۔(۸) جن سے معترضین مطمئن نہیں ہوئے۔(۹) یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا گذشتہ پانچ سو سال کی سائنسی اور مادی ترقی کے تحت نشوونما پانے والے مغربی کلچر کے جملہ محاسن و معائب کے ردّ وقبول کے ضمن میں مابعدالطبیعیات اور تصوف کی چند اصطلاحات تفہیمی نقطۂ نظر سے کفایت کرسکتی ہیں؟

چند تحفظات کے باوجود، عسکری صاحب کی اس کتاب کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔اس کتاب کی اشاعت، اس حوالے سے بہت سودمند ثابت ہوئی کہ عسکری صاحب کے موقف سے اختلاف یا اتفاق کرنے والے اہل علم کی تحریروں سے متعدد نئے علمی نکات سامنے آئے۔گذشتہ چند سال سے شروع ہونے والے علمی اور فکری مباحث میں مختلف مذاہب کے تفاعل کو نئے سرے سے زیرِ بحث لایا جارہا ہے۔اس ضمن میں، عسکری صاحب کی اس تصنیف سے صرفِ نظر ممکن نہیں۔بعض مقامی حلقوں کی مغربی تہذیب کے چند پہلوؤں (مثلاً تحدیدات سے مُعرّٰی جسمانی لذات) سے وافر رغبت اور مرعوبیت کی تطہیر کے لیے بھی یہ کتاب معاون ثابت ہوسکتی ہے۔اس کتاب سے عسکری صاحب کی زندگی کے آخری برسوں کی مطالعاتی ترجیحات، نفسی اور فکری میلانات سے ان کے مجموعی ادبی مقام اور مرتبے کے تعیّن میں بھی کچھ مدد مل سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) محمد حسن عسکری۔ جدیدیت یا مغربی گمراہیوں کی تاریخ کا خاکہ۔راولپنڈی: آب حیات، عصمت منشن، میو روڈ، ۱۹۷۹ء۔س،ن

(۲) ایضاً۔ص ۸ (۳) ایضاً۔ص ۱۴

(۴) محمد حسن عسکری۔ وقت کی راگنی۔لاہور: مکتبۂ محراب، ۱۹۷۹ء

(۵) محمد حسن عسکری۔ جدیدیت یا مغربی گمراہیوں کی تاریخ کا خاکہ۔ص ۴۱

(۶) ایضاً۔ص ۱۲۶

(۷) علامہ اقبال۔ تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ ۔مترجم؛ سیّدنذیر نیازی۔لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۹۳ء۔ص ۲۲۳

(۸) جمال پانی پتی۔جدیدیت اور جدیدیت کی ریاست ،کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۵ء،ص ۲۵

سراج منیر۔جدیدیت: چند تصریحات، مشمولہ ''روایت'' (ا) لاہور ۱۹۸۳ء،ص ۴۵۷

محمد سہیل عمر۔''مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ'' مشمولہ ''روایت'' (ا) لاہور ۱۹۸۳ء،ص ۵۷۱

(۹) محمد ارشاد۔''روایت اور جدیدیت ،ایک جائزہ'' مشمولہ ''فنون'' لاہور: فروری، مارچ ۱۹۸۲ء،ص ۳۷

شہزاد منظر۔محمد حسن عسکری اور معاصر تنقید (مرتبہ) اشتیاق احمد، لاہور: بیت الحکمت ۲۰۰۸ء،ص ۲۸۲

محمد علی صدیقی ۔''روایت اور جدیدیت'' مشمولہ ''فنون'' لاہور: جنوری، فروری ۱۹۸۱ء شمارہ ۵